753

لمعہ حیدرآبادی کے نام
اقبال کا آخری مکتوب

WWW.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
اقبال اکادمی پاکستان
©2002-2006

پروفیسر اکبر رحمانی

لمعہ حیدرآبادی کے نام
اقبال کا آخری مکتوب

پروفیسر اکبر رحمانی

All rights reserved
© 2002

اصل خط کا متن

Dr. Sir Mohammad Iqbal
Bar-at-Law

Mayo Road
Lahore, 31.8.1934

جنابِ من!

ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ اس واسطے وہ اپنے دستخط سے آپ کو خط نہیں لکھ سکے۔

دیوانِ غالب کی ترسیل کے لیے آپ کے شکر گزار ہیں۔

والسلام

محمد شفیع ایم۔اے

اقبال نامہ حصہ اوّل میں (ص ۲۹۸) لمعہ حیدر آبادی کے نام علامہ اقبال کا یہ آخری خط ہے۔ لمعہ حیدر آبادی کے نام علامہ کے ۲۹ خطوط میں سے یہ واحد خط ہے جس پر علامہ کے دستخط نہیں ہیں۔ یہ خط علامہ نے میاں محمد شفیع (م ش) سے لکھوایا ہے بلکہ دستخط بھی انھیں نے کیے ہیں۔ اقبالیین میں اس خط کی صداقت مسلّم ہے۔ کسی نے اس پر شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا ہے۔

اس خط کے اصلی ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ اصل خط لمعہ مرحوم کے ورثا سے دستیاب ہو چکا ہے اصل خط کے متن اور اقبال نامہ کے متن میں درجِ ذیل فرق ہے:

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

سطر	اصل خط کا متن	اقبال نامہ کا متن
۲	۳۱-۸-۱۹۳۷	۳۱ اگست ۱۹۳۷ء
۶	x	اور آپ سے ملاقات کی آرزو رکھتے ہیں

اس خط کی صداقت کا دوسرا اہم ثبوت یہ ہے کہ دیوانِ غالب کے جس نسخے کی ترسیل کا اس میں ذکر ہے وہ ایک عرصے تک علامہ اقبال کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد کے پاس تھا لیکن اب وہ نیشنل میوزیم کراچی کی تحویل میں ہے۔ راقم الحروف کے حالیہ دورۂ پاکستان (مئی/جون ۱۹۸۹ء) کے وقت ایک ملاقات میں شیخ اعجاز احمد صاحب نے یہ بات بتائی۔ اپنی کتاب مظلومِ اقبال میں بھی دیوانِ غالب کے میوزیم میں دینے کا ذکر ہے۔

صہبا لکھنوی (ایڈیٹر ماہنامہ افکار کراچی) کے ایک خط کے جواب میں شیخ اعجاز احمد نے لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال کی صداقت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"..... آخر عمر میں آنکھوں میں موتیا اتر آنے کی وجہ سے (علامہ اقبال کو) ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ ان ایام میں خطوں کا جواب کسی اور سے لکھواتے۔ عام طور پر یہ کام مشہور صحافی "م۔ش" صاحب (جناب محمد شفیع صاحب ایم۔اے) کے سپرد تھا۔ بعض اوقات چچا جان کی ہدایت پر شفیع صاحب ہی جواب لکھ دیتے تھے۔ چنانچہ "اقبال نامہ" میں شائع ہونے والے خطوط بنام لمعہ صاحب کا آخری خط محررہ ۳۱۔ اگست ۱۹۳۷ء شفیع صاحب کی طرف سے ہے۔ اس میں 'دیوانِ غالب' کا ایک نسخہ چچا جان کی خدمت میں بھیجنے کا شکریہ ادا کیا ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ دیوانِ غالب کا ایک پاکٹ سائز نسخہ مطبوعہ مطبع آفتاب برلن۔ لمعہ صاحب کی طرف سے علامہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ اس کی نہایت دیدہ زیب جلد بندی، دکن کی مشہور "محبوبیہ" بک بائنڈنگ فیکٹری کا (جواب کراچی میں ہے) کی تیار کردہ ہے۔ لمعہ صاحب نے اس نسخہ پر حسبِ ذیل شعر تحریر کیا ہوا ہے ؎

اقبال تو سراپا اسرارِ ایزدی ہے
افسوں ترا تکلّم، تُو شعر کا نبی ہے

محمد عباس علی خاں لمعہ
۲۷۔ اگست ۱۹۳۷ء

> دیوانِ غالب کا یہ نسخہ علامہ اقبال نے اپنے بڑے بھائی یعنی میرے والد صاحب کو دے دیا تھا۔ چنانچہ والد صاحب کے دستخط اس پر موجود ہیں۔ والد صاحب سے دیوانِ غالب کا یہ نسخہ مجھے ملا اور اب میرے قبضے میں ہے۔[34]

اقبال نامہ میں لمعہ کے نام اقبال کے کسی مکتوب اور مذکورہ بالا آخری مکتوب کی صداقت پر ماہرین و محققینِ اقبالیات میں کامل اتفاق پایا جاتا ہے۔ اب تک کسی نے ان پر شک و شبہ نہیں کیا ہے لیکن اردو کے ایک ناقد و محقق پروفیسر عبدالقوی دسنوی نے اپنے مضمون میں انہیں مشتبہ قرار دینے کی کوششیں کی ہیں۔ تاہم انہوں نے بحث کے دوران کئی اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

کیا آپ یقین کریں گے کہ پروفیسر عبدالقوی دسنوی صاحب نے لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال پر بحث کرتے ہوئے صہبا لکھنوی کی کتاب "اقبال اور بھوپال" اور شیخ اعجاز احمد کی کتاب "مظلوم اقبال" کے مندرجہ بالا بیانات کو قطعی نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ ایک محقق کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اپنے موضوع سے متعلق دستیاب مواد تک رسائی حاصل کر کے اس کا تنقیدی جائزہ لے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ اتنی واضح شہادتوں کے باوجود جناب عبدالقوی دسنوی نے اس خط کی صداقت کو قبول نہیں کیا۔ ان کے اس رویّے پر توقع کے خلاف ان کے ہمنوا ماسٹر اختر نے بھی سخت تعجب کا اظہار کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

> "بڑے تعجب کی بات ہے کہ جناب عبدالقوی دسنوی صاحب نے "ہماری زبان" مؤرخہ ۸۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں اپنے مضمون "اقبال اور لمعہ حیدر آبادی" میں لمعہ کے نام کے صرف اسی خط کو جس کی صداقت مسلّم ہے، جعلی ثابت کرنے کے لیے اپنا پورا زور صرف کیا ہے۔"[35]

لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال کو مشتبہ اور جعلی ثابت کرنے کے لیے عبدالقوی دسنوی نے یہ دلیل دی ہے کہ مذکورہ خط ہی بخطِ اقبال نہیں ہے ورنہ اس خط کے ایک دن بعد ہی ۳۔ ستمبر ۱۹۳۷ء کو خط بنام مخدوم الملک سید غلام میراں شاہ، اقبال کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں ضعفِ بصارت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس کے بعد تقریباً پانچ درجن اقبال کے خطوط ملتے ہیں جو ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔[36]

اچانک ان کی نظر "اقبال نامہ" میں سر راس مسعود کے نام ایک خط پر جا پڑتی ہے تو لکھتے ہیں:

> "البتہ ایک خط (لمعہ کے خط سے) تقریباً چار ماہ دس دن قبل کا یعنی ۱۹۔ اپریل ۱۹۳۷ء کا بنام سر راس مسعود ضرور ملتا ہے جس کے آخر میں اقبال نے

لکھایا ہے:

"میں نے یہ خط اپنے ایک دوست سے لکھوایا ہے، معاف رکھنا۔ آنکھ کا معائنہ کرایا ہے اور ڈاکٹر نے کہا ہے: دوسرے معائنے تک لکھنا پڑھنا بند"[۲۶]

اگر میں آپ سے یہ سوال کروں کہ جناب عبدالقوی دسنوی نے وہ کون سی ٹھوس، معقول اور مضبوط دلیل دی ہے جس کی بنیاد پر لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال کو جعلی یا مشتبہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ شاید آپ بھی اس کا جواب نہ دے پائیں۔ اگر دسنوی صاحب کا مذکورہ بیان آپ کی سمجھ میں آ گیا تو ممکن ہے آپ جواب دیں، کہ لمعہ کے نام اقبال کا آخری مکتوبِ اقبال کا تحریر کردہ نہیں ہے، محمد شفیع کا تحریر کردہ ہے لیکن یہ کوئی نئی دریافت نہ ہوئی۔ دراصل دسنوی صاحب اپنی بات واضح طور پر بیان نہیں کر سکے۔ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ خط اقبال کا نہیں، محمد شفیع کا ذاتی خط ہے، انھی کا لکھا ہوا اور دستخط کردہ ہے اس لیے اسے مکتوبِ اقبال نہیں کہا جا سکتا۔

دسنوی صاحب کا یہ بیان کہ لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال کے بعد تقریباً پانچ درجن یعنی ساٹھ خطوطِ اقبال ایسے ملتے ہیں کہ جو ان کے ہاتھ کے تحریر کردہ ہیں، محلِ نظر ہے۔ دسنوی صاحب کو ماسٹر اختر، زیرِ بحث خط کے حوالے سے پہلے ہی ہدفِ تنقید بنا چکے ہیں مگر یہاں وہ اُن سے بھی دو قدم آگے نکل جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

"اس حقیقت کو کیا کہیے کہ ۲۰ جون ۱۹۳۷ء سے ۱۸ اپریل ۱۹۳۸ء تک مختلف شخصیات کے نام اب تک دستیاب تقریباً ۱۰۰ خطوط میں صرف مکتوب بالا (بنام لمعہ) ہی بخطِ اقبال نہیں ہے۔ باقی تمام خطوط علامہ اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ اگر آپ اسے اتفاق کہیں گے تو پھر یہاں وہی سوال پیدا ہوگا کہ ایسے اتفاقات ہمیشہ لمعہ صاحب کے ساتھ ہی کیوں پیش آتے رہے؟ اس کا جواب بھی بہت سیدھا سادہ ہے کہ اس دورِ آلام میں بھی علامہ نے اہم شخصیات کو اپنے ہاتھ سے خط لکھنا نہ چھوڑا تھا۔ لمعہ صاحب کی شخصیت بھی علامہ کی نظر میں اہم ہوتی تو یہ خط بھی ضرور ان ہی کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہوتا۔"[۲۷]

عبدالقوی دسنوی اور ماسٹر اختر دونوں کے بیانات گمراہ کن ہیں اور حقائق سے مطابقت نہیں رکھتے۔ تعجب ہے کہ "اقبالیات" پر گہری نظر رکھنے والے یہ دونوں عالم اس حقیقت سے کیسے بے خبر ہیں کہ آخری عمر میں مسلسل علالت اور ضعفِ بصارت کی وجہ سے علامہ اقبال نے خط لکھنا ترک کر دیا تھا۔ وہ دوسروں سے خط لکھوا کر دستخط کر دیتے تھے۔ اس اہم واقعہ کو اقبال کے تمام سوانح نگاروں اور نقادوں نے بیان کیا ہے۔

علامہ اقبال کے صاحبزادے ڈاکٹر جاوید اقبال فرماتے ہیں:

لمعہ کے نام آخری مکتوب

"جنوری ۱۹۳۷ء کے اوائل میں ۔۔۔۔۔ اقبال نے آنکھوں کا معائنہ کرایا اور چونکہ موتیا اترنے کے آثار تھے، اس لیے ڈاکٹر نے لکھنا پڑھنا بند کروا دیا۔[۴۹] ۔۔۔۔ اقبال کی بصارت کی کمزوری کے سبب ان کے احباب یا عزیز و اقارب ہی انھیں روزانہ اخبار یا خطوط پڑھ کر سنایا کرتے اور انھی سے خطوط کے جوابات، اپنے اشعار یا دیگر نثری مضامین بھی لکھواتے تھے۔ میاں محمد شفیع اور سید نذیر نیازی کے سپرد یہی کام تھا لیکن ان کی عدم موجودگی میں بعض اوقات مسز ڈورس یا راقم بھی یہ خدمت انجام دینے کے لیے حاضر ہوتے۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ جو کوئی پاس بیٹھا ہوتا اس سے پڑھوا یا لکھوا لیتے۔"[۵۰]

معروف اقبال شناس ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"۱۹۳۷ء میں آنکھوں میں موتیا بند اتر آیا۔ اس طویل اور مسلسل علالت نے علامہ مرحوم کے معمولات کو اتنا متاثر کیا کہ اس زمانے میں بالعموم خطوط بھی دوسروں سے املا کراتے تھے۔"[۵۱]

ایک اور جگہ انھوں نے لکھا ہے کہ:

"آخری عمر میں بصارت کمزور ہو گئی تو دوسروں سے خط لکھوا کر خود دستخط کر دیتے۔ مکاتیبِ اقبال کے کاتبین میں منشی طاہر الدین، میاں محمد شفیع، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، سید نذیر نیازی اور جاوید اقبال وغیرہ شامل تھے۔"[۵۲]

اقبال کے ایک قریبی دوست ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی فرماتے ہیں:

"آخر عمر میں جب آپ کی بینائی جواب دے گئی تو معمول یہ ہو گیا کہ اپنے احباب اور نیازمندوں سے خطوط سنتے تھے اور جواب بھی انھی کو املا کر دیتے تھے۔ مکتوب الیہ سے معذرت بھی کر دیتے تھے کہ چونکہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھنے کے قابل نہیں رہ گیا، لہٰذا کسی دوست سے لکھوا کر بھیج رہا ہوں۔"[۵۳]

ان بیانات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آخری عمر میں (یعنی ۱۹۳۷ء۔۱۹۳۸ء) ضعفِ بصارت کی وجہ سے علامہ اقبال نے خط لکھنا ترک کر دیا تھا۔ وہ دوسروں سے لکھوا کر صرف دستخط کر دیتے۔ اس کا مطلب یہ کہ مارچ/اپریل ۳۷ء سے ۱۹- اپریل ۱۹۳۸ء تک کے مکاتیبِ اقبال، اقبال کے تحریر کردہ نہیں ہیں بلکہ دوسروں سے لکھوائے ہوئے ہیں۔

اس لیے ماسٹر اختر اور عبدالقوی دسنوی کا یہ بیان کہ ۲۰ جون / ۳۱۔ اگست ۱۹۳۷ء کے بعد کے لکھے ہوئے تمام خطوط علامہ اقبال کے ہاتھ کے تحریر کردہ ہیں، درست نہیں ہے۔ مسلسل علالت اور ضعفِ بصارت کی وجہ سے انھوں نے اپنے قریبی دوستوں اور اہم شخصیتوں کو بھی اپنے ہاتھ سے خط لکھنا ترک کر دیا تھا۔ علامہ کے ایک قریبی دوست ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی فرماتے ہیں :

> "خود راقم الحروف کو جو خط ۱۳ جون ۱۹۳۷ء کو پیرس کے پتے پر علامہ نے ارسال فرمایا تھا...... اس کے آخری الفاظ یوں تھے : "یہ خط ایک دوست کے ہاتھ سے لکھوایا ہے کہ میں اب اپنے ہاتھ سے بہت کم لکھتا ہوں۔"[13]

اس ضمن میں ایک اور ناقابلِ تردید شہادت خود قائدِ اعظم محمد علی جناح کے نام ایک خط محررہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء کے اختتامی جملے سے بھی مل جاتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں :

> "مکرر آنکہ...... معاف فرمایئے، میں نے یہ خط آشوبِ چشم کی وجہ سے ایک دوست سے لکھوایا ہے۔"[14]

محمد شفیع (م۔ش) کے ہاتھ کا تحریر کردہ اور دستخط کردہ صرف لمعہ کے نام مذکورہ بالا خط ہی واحد خط نہیں ہے بلکہ اور بھی کئی خطوط انھوں نے اقبال کی طرف سے لکھ کر ان پر اپنے دستخط کیے ہیں۔ ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو قاضی نذیر احمد کو جو خط لکھا گیا تھا، اس پر علامہ کے بجائے محمد شفیع کے دستخط ہیں۔ لکھتے ہیں :

> "جنابِ من!
> ڈاکٹر صاحب کو آپ کا خط مل گیا ہے۔ وہ خود علیل ہیں اس واسطے آپ کے سوالات کا مندرجہ ذیل جواب لکھوایا ہے......"[15]

حال ہی میں نامور محقق اور اقبال شناس ڈاکٹر اخلاق اثر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ "اقبال نامہ" حصہ اول میں ممنون حسن خاں کے نام اقبال کے جو خطوط ہیں، وہ اقبال کے تحریر کردہ نہیں بلکہ محمد شفیع کے لکھے ہوئے ہیں :

> "...... 'تحقیقات و تاثرات' کے مقدمے سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ ممنون صاحب...... نے مجھے محمد شفیع کا مکتوب تلاش کر کے دیا جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ مکتوباتِ اقبال بنام ممنون کے وہی کاتب تھے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اقبال نامہ میں ان مکاتیب کے عکس اس لیے شامل نہیں کیے گئے تھے کہ وہ بخطِ اقبال نہیں تھے۔"[16]

عبدالقوی دسنوی صاحب کا یہ بیان بھی حقائق پر مبنی نہیں ہے کہ لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال کے بعد مکاتیبِ اقبال میں ضعفِ بصارت کا ذکر نہیں ملتا ہے حالانکہ کئی خطوط میں ضعفِ بصارت کا ذکر موجود ہے۔

خواجہ غلام السیدین کے نام ۱۱۔ستمبر ۱۹۳۷ء کے خط میں علامہ تحریر کرتے ہیں:

"میری صحت پہلے سے اچھی ہے مگر افسوس ہے کہ ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا۔۔۔۔"[۱۸]

پنڈت امرناتھ ساحر دہلوی کے نام خط محررہ ۲۶ ستمبر ۱۹۳۷ء میں لکھتے ہیں:

"ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا ہے یہ خط اپنے لڑکے جاوید سے لکھوایا ہے۔ دیوان کے بہت سے اشعار ایک دوست نے پڑھ کر سنائے ہیں"[۱۹]

عبدالقوی دسنوی نے سر راس مسعود کے نام ۱۹۔اپریل ۱۹۳۷ء کا خط اس دعوے کے ساتھ پیش کیا کہ لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال سے چار ماہ دس دن پہلے ہی ایک خط ایسا ملتا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ:

"میں نے یہ خط ایک دوست سے لکھوایا ہے، معاف رکھنا، آنکھ کا معائنہ کرایا ہے اور ڈاکٹر نے کہا ہے دوسرے معائنے تک لکھنا پڑھنا بند"

لیکن اس خط سے پہلے اور بعد میں بھی چند خطوط اس طرح کے ملتے ہیں۔

۱۔ خط بنام محمد علی جناحؒ۔ مورخہ ۲۰۔مارچ ۱۹۳۷ء ــــ اس خط کا پہلے ہی حوالہ دیا جا چکا ہے۔

۲۔ نور حسین کے نام خط محررہ ۱۷۔مارچ ۱۹۳۷ء میں علامہ تحریر کرتے ہیں:
"میں خرابیِ صحت اور کمزوریِ بصارت کی وجہ سے خود خط نہیں لکھ سکتا۔"[۲۰]

۳۔ خط بنام قاضی نذیر احمد محررہ ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء۔ اس خط کا پہلے حوالہ دیا جا چکا ہے۔

۴۔ اپنے بھتیجے شیخ اعجاز احمد کے نام خط محررہ ۲۳۔اپریل ۱۹۳۷ء۔ اس خط کا حوالہ بھی پہلے دیا جا چکا ہے۔

۵۔ منوہر لال شوری کے نام خط محررہ ۲۷۔مئی ۱۹۳۷ء میں علامہ تحریر کرتے ہیں:
"مجھے نہایت ہی تاسف سے آپ کو اطلاع دینا پڑتی ہے کہ آپ کے مرسلہ کاغذات کا مطالعہ میرے لیے ناممکن ہے۔ میری آنکھوں کی تکلیف بڑھ رہی ہے اور میرے معالجین نے مجھے لکھنے پڑھنے کی قطعاً ممانعت کر دی ہے۔"[۲۱]

۶۔ فضل کریم کے نام خط محررہ ۱۹۳۷ء میں علامہ لکھتے ہیں:

www.IqbalCyberLibrary.net All rights reserved. ©2002-2006

"تین برس سے میں ایک معذور شخص کی سی زندگی گزار رہا ہوں اور حال ہی میں ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے بالکل منع کر دیا ہے....."[۲۲]

۷۔ خط بنام مولوی عبدالحق محررہ ۲۳۔ اگست ۱۹۳۷ء میں علامہ لکھتے ہیں:

"ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے بالکل منع کر دیا"۔ (اقبال نامہ۔ جلد ۲ ۔ ص ۴۸)

یہ تمام شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مارچ/اپریل ۱۹۳۷ء سے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء تک کے تمام خطوطِ اقبال، ضعفِ بصارت اور علالت کی وجہ سے اقبال کے ہاتھ کے تحریر کردہ نہیں ہیں، دوسروں سے لکھوائے گئے ہیں۔ اس لیے عبدالقوی دسنوی اور ماسٹر اختر کا یہ کہنا کہ صرف لمعہ ہی کے نام آخری مکتوب اقبال بخطِ اقبال نہیں ہے، باقی تمام خطوط ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں، درست نہیں ہے اور تاریخی شواہد سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔

دسنوی صاحب کے شک کی بنیاد اس نکتہ پر تھی کہ لمعہ کے نام آخری مکتوبِ اقبال پر علامہ کے دستخط نہیں ہیں اور اس کے بعد کئی خطوط پر علامہ کے دستخط ملتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ خط علامہ کا نہیں ہے۔ یہ محمد شفیع کا ذاتی خط ہے۔ پروفیسر صابر کلوروی جنہوں نے بڑی محنت سے اشاریہ مکاتیبِ اقبال مرتب کیا ہے اسی طرح کے ایک خط کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"خط پر علامہ کے دستخط نہ ہونے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط علامہ کا نہیں ہے۔ مکاتیبِ اقبال کے ذخیرے میں متعدد خطوط ایسے ہیں جو علامہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ جب ہم انہیں اقبال کے خطوط تسلیم کرتے ہیں تو اس خط کے ضمن میں ہمارے انکار کا کیا جواز ہو سکتا ہے..... ۱۹۳۷ء کے اوائل میں علامہ کی بیماری شدت اختیار کر چکی تھی اور ڈاکٹروں نے انہیں لکھنے پڑھنے سے سختی سے منع کر دیا تھا..... علامہ موصول ہونے والے ہر خط کو پڑھوا کر اس کا جواب ارشاد کر دیا کرتے اور کاتب اپنی طرف سے علامہ کے دستخط کر دیتا تھا یا اپنا نام لکھ دیتا تھا.....

مارچ ۱۹۳۷ء اور اپریل ۱۹۳۸ء کے درمیانی تیرہ ماہ کے عرصے میں صرف ایک خط علامہ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔ یہ خط ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء کو لکھا گیا تھا[۲۳]..... چنانچہ ان شواہد کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی خط کا علامہ کی تحریر میں

نہ ہونا اور اس پر ان کے صحیح دستخط نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ خط علامہ اقبال کا نہیں ہے یا کسی نے اسے غلط طور پر منسوب کر دیا ہے۔[۲۴]

اس خط کے مکتوبِ اقبال ہونے کا ایک اہم ثبوت یہ ہے کہ یہ علامہ اقبال کے لیٹر پیڈ پر لکھا گیا ہے اور خط کے مضمون سے پتا چلتا ہے کہ اسے علامہ نے لکھوایا ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ ضعفِ بصارت کی وجہ سے علامہ خود خط نہ لکھتے تھے، دوسروں سے لکھواتے تھے، ماسٹر اختر نے لمعہ کے خط سے اپنی "ذہنیت" کے مطابق یہ نکتہ پیدا کیا کہ:

'اس سے لمعہ کی علامہ سے قربت و محبت کے تمام دعووں کی تردید ہوتی ہے اور پتا چلتا ہے کہ علامہ کی نظر میں لمعہ کی کتنی عزت تھی اور کیا مقام تھا۔'[۲۵]

'لمعہ صاحب کی شخصیت علامہ کی نظر میں اہم ہوتی تو یہ خط بھی ضرور ان ہی کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہوتا۔'[۲۶]

چلیے صاحب، ماسٹر اختر نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کے خطوط اگر اقبال کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں تو اس کی وجہ یہ کہ ان کے مکتوب الیہم علامہ کی نظر میں اہم نہیں تھے اور نہ عزت و وقعت کے لائق تھے۔ ان کے مکتوب الیہم میں سید راس مسعود، سید نذیر نیازی، آل احمد سرور، قائدِ اعظم محمد علی جناح، مولوی عبدالحق، عبداللہ چغتائی، ممنون حسن خان، خواجہ غلام السیدین، شیخ اعجاز احمد اور کئی اور اہم شخصیتیں شامل ہیں۔ تو کیا یہ سب ماسٹر اختر کے "فلسفے" کے مطابق علامہ کی نظر میں غیر اہم شخصیتیں ٹھہرتی ہیں؟

واللہ اعلم بالصواب

٭

Dr. Sir Mohammad Iqbal,
BAR-AT-LAW

MAYO ROAD
Lahore 31 - 8 - 1937.

جناب من۔ ضعف بصارت کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اسی واسطے وہ اپنے دستخط سے آپ کو خط نہیں لکھ سکے۔ دیوان غالب کی ترسیل کے لئے آپ کا شکر گزار ہوں۔ والسلام

محمد شفیع ایم اے

حواشی :

۱۔ منظومِ اقبال ۔ کراچی ۔ ۱۹۸۵ء : ص ۱۸۰

۲۔ ملعہ کے قلمی دیوان میں " شعر کا دھنی " درج ہے ۔

۳۔ اقبال اور بھوپال : ص ۲۸ ۔ ۲۹

۴۔ اقبال کے کرمفرما : ص ۹۸

۵۔ مضمون " اقبال اور ملعہ حیدر آبادی " : ہماری زبان ، دہلی ۔ ۸ اپریل ۱۹۸۹ء

۶۔ ایضاً

۷۔ اقبال کے کرمفرما : ص ۹۹

۸۔ زندہ رود : جلد ۳ : ص ۳۱۸

۹۔ ایضاً ص ۳۴۴ ۔ ۳۴۵

۱۰۔ خطوطِ اقبال : ص ۱۰۸ ۔ حاشیہ

۱۱۔ ایضاً : ص ۳۱

۱۲۔ اقبال کی صحبت میں : ص ۴۷۶ ۔ ۴۷۷

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ اقبال کے خطوط جناح کے نام : مرتبہ پروفیسر جہانگیر عالم ، ص ۴۹

۱۵۔ اقبال نامہ دوم ، ص ۲۳۸

۱۶۔ پروفیسر اکبر رحمانی کے مقالات کا مجموعہ جس کا مقدمہ ڈاکٹر اخلاق اثر نے تحریر کیا ہے ۔

۱۷۔ مراسلہ بنام اکبر رحمانی اور ہماری زبان ، دہلی ۔ ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء

۱۸۔ روحِ مکاتیبِ اقبال ، ص ۶۶۰

۱۹۔ ایضاً : ص ۶۶۲

۲۰۔ انوارِ اقبال : ص ۲۱۵ ۔ بحوالہ اقبالیات ۔ مارچ ۱۹۸۸ء

۲۱۔ اقبال نامہ ۔ جلد ۲ ، ص ۲۶۰

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved 2002-2006

۲۲۔ خطوطِ اقبال: ص ۲۹۲۔ مرتب نے لکھا ہے کہ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں مگر پروفیسر اعجاز کا بیان ہے کہ جون/جولائی یا اگست ۱۹۳۷ء میں لکھا گیا۔

۲۳۔ اشاریہ مکاتیبِ اقبال کے مطابق ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء کو علامہ نے عباس علی خاں لمعہ حیدرآبادی کو خط لکھا تھا۔ مرتب صابر کلوروی کا یہ بیان محلِ نظر ہے۔ انہوں نے اپنے بیان کی تائید میں کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ آیا انہوں نے لمعہ کے نام مذکورہ تاریخ کا اصل خط دیکھا یا اس کا عکس؟ جب تک یہ وضاحت نہ ہو ان کا یہ بیان قابلِ قبول نہیں۔

۲۴۔ اقبالیات: مارچ ۱۹۸۸ء "مضمون مکتوبِ اقبال بنام جناح": ص ۱۲-۱۳

۲۵، ۲۶۔ اقبال کے کرم فرما: ص ۹۸-۹۹

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

Some English Books of Iqbal Academy

Gabriel's Wing
Dr. Annemarie Schimmel
Rs. 150.00

* * * * * *

Rumi's Impact on Iqbal's Religious Thought
Dr. Nazir Qaiser
Rs. 140.00

* * * * * *

Iqbal and his Contemporary Western Religious Thought
Dr. M. Maruf
Rs. 120.00

* * * * * *

Concept of Self and self - Identity (in Contemporary Philosophy)
Dr. Absar Ahmad
Rs. 125.00

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved. ©2002-2006